غلام احمد قادیانی ۱۳۱۵ھ

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَاءُ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۵

تار کا پتہ الفضل قادیان

THE ALFAZL
QADIAN

اخبار ہفتہ میں دوبار

الفضل قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی للعہ ششماہی للعہ سہ ماہی عہ

قیمت فی پرچہ ایک آنہ

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۲۸ | مورخہ ۵ راکتوبر ۱۹۲۶ء یوم سہ شنبہ | مطابق ۲۷ ربیع الاول ۱۳۴۵ھ | جلد ۱۴

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اُمید کی جاتی ہے کہ اول عشرہ ماہ اکتوبر میں قادیان واپس تشریف لے آئینگے ؛

خاندان حضرت خلیفہ اولؓ میں خیریت ہے ؛

بعد از نماز جمعہ مولوی عبدالکریم صاحب و مہاشہ فضل حسین صاحب. ناڈہ وال میں آریوں سے مناظرہ کے لئے روانہ ہوتے ؛

موسم تبدیل ہو رہا ہے ۔ گزشتہ دو ہفتے سے ملیریا بخار بڑھ رہا ہے ۔ انفلوئنزا زکام و نزلہ کی بھی شکایت ہے۔

منشی غلام نبی صاحب ایڈیٹر الفضل نے مزید دس یوم کی رخصت حاصل کی ہے۔ ان کے پاؤں کا زخم آہستہ آہستہ اچھا ہو رہا ہے ؛

تعلیم الاسلام ہائی سکول کے اوقات تبدیل ہوگئے ہیں ؛

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ڈلہوزی میں

۲۷ ستمبر ۱۹۲۶ء ۔ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ تمام خاندان میں بھی بفضلہ تعالیٰ خیریت ہے

۳۰ ستمبر ۱۹۲۶ء ۔ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بخیریت و عافیت ہیں۔ اللہ تعالیٰ کامل صحت عطا فرمائے

خاکسار حشمت اللہ ؛

تبادلۂ دعوت

الفضل میں یہ اطلاع شائع ہو چکی ہے۔ کہ ایک روز ڈلہوزی میں رستہ چلتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح اور مولوی محمد علی صاحب کا آمنا سامنا ہو گیا۔ اور باہم مصافحہ ہوا۔ کچھ بات چیت بھی ہوئی اسی سلسلہ میں اب یہ معلوم ہوا ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب کے ساتھ تبادلہ دعوت بھی ہو گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے مولوی صاحب موصوف کی دعوت کی۔ اور مولوی صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح کی۔ دعوت سے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح کی طرف سے واضح کر دیا گیا تھا۔ کہ اس دعوت کی غرض دوستانہ تعلقات کا

افتتاح نہیں (جو بعض شرعی موانع کے اٹھائے جانے کے بغیر نہیں قائم ہو سکتے) بلکہ ان غلط فہمیوں کا ازالہ مقصود ہے۔ جو بعض لوگوں میں ہمارے متعلق پائی جاتی ہیں۔ اور جن کا ذکر ڈلہوزی میں بھی بعض تعلیم یافتہ معززین نے کیا ہے۔ یعنی یہ کہ ہمارا آپس میں اس قدر تباغض و تنافر ہے۔ کہ ایک دوسرے سے کلام کرنا اور ایک دوسرے کا کھانا بھی حرام سمجھتے ہیں حالانکہ گو مذہبی اختلاف ہے۔ اور بہت ہے۔ مگر عداوت نہیں کیونکہ مومن عداوت اور کینے کے نزدیک بھی نہیں جایا کرتا۔ اس شبہ کو دور کرنے کے لئے ڈلہوزی ہی بہتر مقام اور موقعہ تھا کیونکہ اتفاق سے مولوی محمد علی صاحب بھی وہیں موجود تھے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ بھی تشریف لے گئے تھے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ یہ قدم جو اٹھایا گیا ہے مبارک ثابت ہو۔ ہمارے پرانے احباب پر جلد حقیقت حال منکشف ہو جائے۔ اور پھر پہلے کی طرح دوستانہ تعلقات قائم ہو سکیں۔ آمین ۔ (الفضل)

رنگون میں تبلیغی وفد کی سرگرمیاں

(تار بنام الفضل)

ہمیں رنگون کی مختلف تاروں سے جناب نیر اور مولانا مجاہد کی سرگرمیوں کے جستہ جستہ حالات معلوم ہوتے رہے ہیں جن کا ملخص یہ ہے کہ وہاں لنڈن کانفرنس کے انداز پر ایک کانفرنس کی تیاری ہو رہی ہے۔ جناب نیر صاحب کا لیکچر اسلام اینڈ سائنس غیر معمولی طور سے شاندار طریق پر کامیاب رہا۔ ماسوا ازیں رنگون میں پانچ کامیاب لیکچر ہوئے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اب وہاں سے برادر عبد الحکیم کسی قدر وضاحت کے ساتھ بذریعہ تار مطلع فرماتے ہیں:-

"تبلیغی وفد مورخہ ۲۴ ستمبر کو رنگون پہنچا جس کا پرجوش استقبال کیا گیا۔ اور ایک ایڈریس پیش کیا گیا۔ جناب نیر صاحب نے ۲۵ ستمبر کو ینگ مین کرسچن ایسوسی ایشن میں لیکچر دیا۔ جس کے صدر ایک اینگلو انڈین لیڈر تھے۔ ۲۶ ستمبر کو گلوب ستان میں لیکچر دیا۔ اور پھر اسی شام کو زیر صدارت جناب ڈپٹی پریذیڈنٹ لیجسلیٹو کونسل ٹاؤن ہال میں بذریعہ میجک لینٹرن ایک لیکچر دیا۔ ۲۷ ستمبر کو مولوی غلام احمد صاحب مجاہد نے اردو میں ایک لیکچر دیا۔ لوگوں نے شورش آمیز رخنہ اندازی کی۔ مگر پولیس نے بیچ بچاؤ کیا۔ اور لیکچر اپنے خاتمہ تک جاری رہا۔ ۲۸ ستمبر کو ایڈیارس ہال میں ایک لیکچر ہوا۔ جس میں حاضرین کا غیر معمولی اژدہام تھا۔ لارڈ بشپ بھی تشریف لائے۔ اس لیکچر کے پریذیڈنٹ ایک ہندو پروفیسر تھے۔ یہ تمام تمام لیکچر خدا کے فضل سے کامیاب رہے ہیں۔ ۲۹ ستمبر کو یہ وفد مانڈلے کی طرف رخصت ہو گیا جہاں ۳۰ ستمبر کی صبح کو پہنچ گیا ہے۔"

اس تار کے درج کرنے کے بعد ہم احمدی جماعتوں کی اس امر کی ترجمانی کرتے ہوئے کہ وہ دوسرے وفدوں کی کارگزاریوں سے بھی جلد ترین اوقات میں خبر حاصل کرنا چاہتی ہے۔ تمام ان جماعتوں سے کہ جن کی طرف دوسرے وفد گئے ہوئے ہیں۔ درخواست کرتے ہیں کہ وہ بھی اراکین وفد کی مساعی جمیلہ سے بذریعہ تار فوراً الفضل کو مطلع کیا کریں تا مفصل رپورٹ آنے سے پہلے ہر طرح اس وفد کی کارگزاریوں سے احباب جماعت جلد مطلع ہو جاتے ہیں۔ ان سے بھی ہو سکیں پریس ٹیلیگرام پر کچھ زیادہ خرچ نہیں ہوتا۔ ۴۸ الفاظ آٹھ آنے میں آ سکتے ہیں۔

نوشہرہ میں کامیاب تقریریں

(تار بنام الفضل)

برادر محمد الطاف صاحب سیکرٹری تبلیغ نوشہرہ بذریعہ تار مطلع فرماتے ہیں:-

بتاریخ ۲۸ ستمبر ۱۹۲۶ء مولوی علی محمد صاحب نے "مسلمانوں کی ترقی کے ذرائع" اور جناب حافظ روشن علی صاحب نے "عالمگیر مذہب" پر زیر صدارت جناب رسالدار میجر شیر علی خان صاحب تحصیلدار مجمع کثیر میں کامیاب پرمغز تقریریں کیں۔ جنہوں نے خدا کے فضل سے پبلک سے خراج آفرین و تحسین وصول کیا۔ اور ۲۹ ستمبر کو مولوی عبد الغفور صاحب نے "تناسخ" پر اور جناب حافظ روشن علی صاحب نے "حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی" پر زیر صدارت جناب شیخ اسد اللہ صاحب امیر جماعت احمدیہ نوشہرہ تقریریں کیں۔ جو نہایت ہی اطمینان اور سکون قلب کے ساتھ سنی گئیں۔ ان تمام تقریروں کے موقعوں پر کیا ہندو اور کیا مسلمان سب مذاہب والوں کے تعلیم یافتہ اور روشن خیال حضرات تشریف لاتے رہے۔ مفصل حالات بذریعہ چٹھی ارسال ہیں۔

تصحیح

الفضل نمبر ۲۶ مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۲۶ء میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی ایک نظم بعنوان "بے سامان طالب کی پکار" چھپی ہے۔ اس کے آخری بند میں بجائے "ہمارا بیکسوں کا" کے "ہمارے بیکسوں کا" چھپ گیا ہے۔ احباب اس کی تصحیح کر لیں۔

اخبار احمدیہ

مفتی محمد صادق صاحب کی صحت

مجھے اب بہت آرام ہے عموماً کچھ تکلیف نہیں ہوتی۔ مگر جس دن برسات ہو۔ اور سردی زیادہ۔ اس دن خفیف سی تکلیف پھر ہو جاتی ہے۔ بہت سے احباب کے خطوط بیمار پرسی کے آتے ہیں میں ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ محمد صادق عفا اللہ عنہ لاہور۔

جناب شیخ جان محمد صاحب کی تبدیلی

جناب شیخ جان محمد صاحب سب انسپکٹر پولیس ابراہیمی کو تبدیل ہو کر شرقپور تشریف لے گئے ہیں۔ آپ ایک لائق اور دیانتدار افسر تھے۔ آپ کے اخلاق اور تقویٰ کے نہ صرف مسلمان ہی گواہ ہیں۔ بلکہ ہندو اور دیگر اقوام کے بہترین لوگ بھی شاہد ناطق ہیں۔ آپ جماعت احمدیہ کے پریذیڈنٹ تھے۔ اور بڑھ چڑھ کر چندے دیتے۔ اور دوسرے احمدی دوستوں سے چندہ خود وصول کرتے۔ اور تبلیغی کاموں میں کافی مدد دیتے تھے۔ احباب دعا فرمائیں کہ مولا کریم ان کو بیش از بیش دینی و دنیاوی ترقیات عطا فرمائے اور خدمت دین متین کی اس سے بھی زیادہ توفیق دے۔

محمد ابراہیم۔ سیکرٹری تبلیغ۔ ننکانہ صاحب

جلسہ شیخوپورہ

تبلیغی وفد ۲۶ و ۲۷ اکتوبر کو شیخوپورہ پہنچ کر تقریریں کریگا۔ جس کے بعد ۲۹ و ۳۰ اکتوبر شاہدرہ چلا جائے گا۔ لہذا احباب ضلع شیخوپورہ و اضلاع ملحقہ تاریخہائے مقررہ پر ان ہر دو جلسوں میں تشریف لا کر مشکور فرمائیں۔ محمد شفیع خان سیکرٹری تبلیغ۔ شیخوپورہ۔

اہل قرآن کے رد میں ٹریکٹ

انجمن احمدیہ ڈیرہ اسمٰعیل خان نے فرقہ اہل قرآن عرف چکڑالوی کے رد میں ایک چھوٹا سا ٹریکٹ لکھا ہے۔ اس میں مختصر انداز میں ان کی چند غلطیوں کا تذکرہ اور ان کے اوہام باطلہ کا احوال بیان کر کے ان کی بے راہ روی کو دکھایا گیا ہے۔ جو صاحب چاہیں۔ سیکرٹری صاحب انجمن مذکور سے منگوا سکتے ہیں۔

ولادت

(۱) میاں سراج الدین صاحب کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ مولا کریم مولود مسعود کو سلسلہ کا خادم اور عمر دراز کرے۔ مرزا محمد حسین احمدی۔ گوجرانوالہ۔

(۲) مجھے اللہ تعالیٰ نے لڑکا عطا فرمایا ہے۔ احباب اس کیلئے اور اس کی اماں کیلئے جو بیمار ہے۔ دعا فرمائیں۔ الہ دین ضلع راولپنڈی۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے۔ احباب کرام دعا فرمائیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خادم ہو۔ علی احمد دفتر ڈاک۔

درخواست دعا

میاں عبد المجید صاحب خلف میاں چراغ الدین صاحب مرحوم لاہور اور انکی اہلیہ۔ میاں بشیر احمد صاحب خلف میاں معراج الدین عمر صاحب کی اہلیہ بیمار ہے۔ احباب ان کیلئے دعا صحت فرمائیں۔ نذیر احمد چغتائی (۳) خاکسار کی والدہ صاحبہ سخت بیمار ہیں۔ ان کی صحت کے لئے دعا فرمائی جائے۔ عبد الرحمن کلرک الفضل قادیان ۔ تصحیح:- صفحہ ۱ کالم ۲ شہر بھتو نہیں۔ مظفر پڑھا جائے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

یوم سہ شنبہ قادیان دارالامان ۔ ۵ر اکتوبر ۱۹۲۶ء

کیا اسلام میں جمہوریت ہے یا ملوکیت؟

یہ سوال آج کل عام ہے۔ کیونکہ سلطان ابن سعود کے متعلق ہندوستان میں دو فریق ہو رہے ہیں۔ ایک وہ جو چند ذاتی وجوہات کی بناء پر چاہتے ہیں۔ کہ سلطان حجاز میں نہ رہے۔ اور اس کے لئے بہانہ یہ بنا رہے ہیں۔ کہ سلطان ملوکیت کے دلدادہ ہیں۔ اور مسلمان عرب میں جمہوریت چاہتے ہیں۔ دوسرے وہ جو سلطان ابن سعود کا وجود حجاز کے لئے ایک رحمت سمجھتے ہیں۔ لیکن دونو فریق اس مسئلہ پر اصولی طور سے نظر نہیں ڈالتے۔ کہ اسلام میں جمہوریت ہے یا ملوکیت؟ اور اگر جمہوریت ہے۔ تو اس سے کیا مراد ہے۔ اور محض ملوکیت و مطلق العنانی ہے۔ تو کس حد تک۔ ہمارا مذہب و مسلک جو ہے۔ وہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے مندرجہ ذیل مضمون سے ظاہر ہے۔ جو امید ہے۔ توجہ و دلچسپی سے پڑھا جائے گا۔

"اسلام کے نزدیک حکومت اس نیابتی فرد کا نام ہے جس کو لوگ اپنے مشترکہ حقوق کی نگرانی سپرد کرتے ہیں۔ اس مفہوم کے سوا اسلام میں اور کوئی مفہوم اسلامی نقطہ نگاہ کے مطابق نہیں۔ اور سوائے نیابتی حکومت کے اسلام اور کسی حکومت کا قائل نہیں۔ قرآن کریم نے اس مفہوم کو ایک نہایت ہی عجیب لفظ کے ساتھ ادا کیا ہے۔ اور وہ لفظ امانت ہے۔ قرآن کریم حکومت کو امانت کہتا ہے۔ یعنی وہ اختیار لوگوں نے کسی شخص کو دیا ہو۔ نہ وہ جو اس نے خود پیدا کیا ہو یا بطور ورثہ کے اس کو مل گیا ہو۔ یہ ایک لفظ ہی اسلامی حکومت کی تمام کیفیات کو بیان کرنے کے لئے کافی ہے۔

قرآن کریم میں حکومت کا ذکر بادشاہ سے شروع کر کے رعایا کی طرف نہیں چلایا گیا۔ بلکہ ملک کے لوگوں سے شروع کر کے حاکم کی طرف لے جایا گیا ہے۔ میرے نزدیک اس کا پورا لطف حاصل نہیں ہو گا۔ جب تک میں اس آیت کو ہی پیش نہ کر دوں جس میں اسلامی حکومت اور اس کے فرائض کو نہایت ہی مختصر لیکن محیط الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤی اَھْلِھَا وَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ اِنَّ اللّٰہَ نِعِمَّا یَعِظُکُمْ بِہٖ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ سَمِیْعًا بَصِیْرًا (نساء ع ۸) اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے۔ کہ حکومت کی امانتوں کو ان کے حق دار لوگوں کے سپرد کرو۔ اور جب اے حاکمو! تم حاکم ہو جاؤ۔ تو تم انصاف کے ساتھ حکمرانی کرو۔ اللہ تم کو جس امر کی نصیحت کرتا ہے۔ وہ بہت اچھی ہے۔ اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔

اس آیت میں پہلے تو عامۃ الناس کو مخاطب کیا ہے۔ کہ حاکم بنانا تمہارے اختیار میں ہے۔ تمہارے سوا اور کوئی شخص حاکم بنانے کا مجاز نہیں۔ گویا ورثہ کے ذریعہ کوئی شخص حاکم نہیں بن سکتا۔ کسی شخص کو حق نہیں۔ کہ محض کسی کا بیٹا ہونے کے سبب سے لوگوں کی گردنوں پر حکومت کا جوا رکھے۔ دوسرا امر یہ بتایا کہ یہ حکومت کے حقوق ایک قیمتی چیز ہیں۔ جس طرح کہ امانت قیمتی ہوتی ہے۔ پس کسی ایسے شخص کے سپرد نہ کرنا جو اس کے قابل نہ ہو۔ بلکہ اسی شخص کے سپرد کرنا جو دیانتداری سے اس امانت کو محفوظ رکھے۔

تیسرا حکم یہ دیا ہے کہ چونکہ حکومت کوئی مستقل چیز نہیں بلکہ ان حقوق کو کسی شخص کے سپرد کر دینے کا نام ہے۔ جن کو بوجہ بہت سے لوگوں کے اشتراک کے لوگ فرداً فرداً ادا نہیں کر سکتے۔ اس لئے اس کو امانت خیال کرنا چاہیئے۔ کیونکہ وہ حقوق و فرائض جن کے مجموعے کا نام حکومت ہے۔ کسی خاص شخص کی ملکیت نہیں۔ بحیثیت مجموعی جماعت ان کی مالک ہے۔

چوتھا حکم حاکم کو یہ دیا گیا ہے۔ کہ جو کچھ تم کو دیا جاتا ہے وہ چونکہ بطور امانت کے ہے۔ اس کو اسی طرح محفوظ بلا خراب یا تباہ کرنے کے اپنی موت کے وقت واپس دینا ہو گا۔ یعنی حکومت کی پوری حفاظت اور اہل ملک کے حقوق کی نگرانی رکھنی ہو گی۔ اور یہ تمہارا اختیار نہ ہو گا۔ کہ اس حق میں کوئی نقصان کر دو۔

پانچواں امر اس آیت سے یہ نکلتا ہے۔ کہ حکام کو چاہیئے کہ دوران حکومت میں لوگوں کے حقوق کو پوری طرح ادا کریں اور کسی قسم کا فساد پیدا نہ کریں۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان اس معاملہ میں کمزوری دکھائینگے۔ اور پھر دوسری قوموں کی دیکھا دیکھی پھر بادشاہت کی طرف رجوع کرینگے۔ مگر فرماتا ہے۔ کہ جو نصیحت ہم نے کی ہے کہ وراثت کی بادشاہت کے قریب بھی نہ جاؤ۔ بلکہ انتخاب کے ساتھ بہترین آدمیوں کو حکومت کے لئے منتخب کیا کرو۔ وہی اچھی اور مفید ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سننے والا دیکھنے والا ہے۔ یعنی دنیا کی مصیبتوں کو دیکھ کر اور ان کی دعاؤں کو سنکر ہم نے یہ طریق حکومت تم کو بتایا۔ پس اس کی ناقدری اور ناشکری نہ کرنا۔

مذکورہ بالا آیت سے یہ تو واضح ہو گیا۔ کہ اسلامی حکومت انتخابی ہوتی ہے۔ اور ساتھ ہی نیابتی بھی۔ یعنی یہ سمجھا جاتا ہے کہ بادشاہ ملک کے لوگوں کا ان کی مجموعی حیثیت میں نہ بحیثیت افراد نائب ہے۔ مگر اب میں اسلامی حکومت کا ایک مختصر نقشہ کھینچ دیتا ہوں جس سے اسکے تمام پہلو ذہن میں مستحضر ہو سکیں۔

اسلام کا یہ حکم ہے۔ کہ مسلمان ملکر ایک ایسے شخص کو جسے وہ اس کام کے لائق سمجھیں۔ منتخب کریں کہ وہ حکومت کی باگ اپنے ہاتھ میں لے۔ اس شخص کا انتخاب مغربی ممالک کے پریذیڈنٹوں کی طرح چند سال کے لئے نہیں ہوتا۔ بلکہ ساری عمر کے لئے ہوتا ہے۔ اور اس انتخاب کے بعد پھر اللہ تعالیٰ ہی اس کو اس منصب سے برخواست کر سکتا ہے۔ یعنی اسے وفات دیکر۔ اس شخص کے ہاتھ میں تمام طاقتیں اور اختیارات ہوتے ہیں۔ جو حکومت کو حاصل ہوں۔ مگر اس شخص کا فرض ہوتا ہے۔ کہ اپنی ساری عمر کو ملک کی بہتری کے لئے صرف کر دے۔ نہ کہ اپنی بڑائی کے حصول کے لئے۔ اس کا حق بیت المال پر سوائے اسکے اور کوئی نہیں۔ کہ وہ اپنے ملک کی ضروریات پر صرف کرے۔ اپنے لئے وہ آپ گذارہ مقرر نہیں کر سکتا۔ بلکہ ضروری ہے۔ کہ مسلمانوں کی مجلس شوریٰ اس کے لئے گذارہ مقرر کرے۔ اس کا فرض ہے۔ کہ ایک مجلس شوریٰ کے ذریعہ سے ملک کی عام رائے کو معلوم کرتا رہے۔ اور جب ضرورت ہو عام اعلان کر کے تمام افراد سے ان کی رائے دریافت کرے۔ تاکہ اگر کسی وقت ملک کے نمائندوں اور ملک کی عام رائے کی مخالفت ہو جائے۔ تو ملک کی عام رائے کا علم ہو سکے۔ اس سے امید کی جاتی ہے کہ کثرت رائے کا احترام کرے۔ لیکن چونکہ یہ ہر قسم کی سیاسی جنبہ داری سے بالا ہو چکا ہے۔ اور حکومت میں اسکو ذاتی کوئی فائدہ نہیں۔ اس لئے اس کی رائے کی نسبت یقین کیا گیا ہے کہ بالکل بے تعصب ہو گی۔ اور محض ملک و ملت کا فائدہ اسے مدنظر ہو گا۔ اور اس لئے بھی کہ ملک کی عام رائے کا نائب ہونے کے سبب سے یہ ایمان لایا جاتا ہے۔ اور اسلام وعدہ کرتا ہے۔ کہ اسے خدا تعالیٰ کی طرف سے خاص نصرت حاصل ہو گی۔ پس اس کو اختیار دیا گیا ہے کہ اگر وہ کسی خاص ضرورت سے جو نہایت اہم ہو۔ مشیر کاروں کی کثرت رائے کے فیصلہ کو رد کر دے۔ تو وہ ایسا کر سکتا ہے۔ پس وہ خود مختار ہے ان معنوں میں کہ وہ شوریٰ کے فیصلہ کو مسترد کر سکتا ہے اور وہ پابند ہے۔ ان معنوں میں کہ وہ اسلام کے مقرر کردہ نظام کے ماتحت ہے جسے بدلنے کا اسے کوئی اختیار نہیں۔ اور مجبور ہے۔ اسیر بغیر مشورہ کے کوئی فیصلہ نہ کرے۔ اور اسپر کہ حکومت کو موروثی ہونے سے بچائے۔ اور وہ منتخب ہے۔ ان معنوں میں کہ خدا تعالیٰ لوگوں کے ذریعہ سے اسے منتخب کرواتا ہے اور نیابتی حیثیت رکھتا ہے۔ ان معنوں میں کہ اس سے امید کیجاتی ہے کہ وہ سوائے کسی غیر معمولی ضرورت کے اہم امور میں کثرت رائے کے خلاف نہ جائے۔ اور یہ کہ اسکو اپنی ذات کے لئے بیت المال پر

[illegible]

ہر چہ دانا کند کند ناداں
لیک بعد از ہزار رسوائی

لالہ لاجپت رائے جی نے جو سیاسی دنیا میں ایک خاص شہرت اور عظمت کے مالک ہیں۔ اور ہندوؤں میں ایک معتدر ہستی مانے جاتے ہیں۔ حال ہی میں اس خیال کو ظاہر کیا ہے کہ :-

"اگر ممکن ہو سکے۔ تو مذہبی مباحثات کو بند یا کم کر دیا جائے ورنہ کم از کم یہ احتیاط تو کرنی چاہیئے۔ کہ مذہبی پیشوا یا بزرگ کی شان میں کوئی کلمہ گستاخی کا نہ نکلے۔ دنیا کے تمام مذہبی پیشوا ہماری تعظیم کے مستحق ہیں۔ مذہبی معاملات میں تنگ بہ تنگ جواب دینا یا زبان درازی کرنا یا کسی مذہبی بزرگ کی شان میں نازیبا الفاظ کا استعمال کرنا مذہبیت کو گرانا ہے۔ اور روحانیت کی ہتک کرنا ہے"

اگر یہ صرف دل بہلانے کے لئے نہیں۔ تو یہ خیال اچھا ہے اور اگر ہندو قوم اور علی الخصوص آریہ سماج اس پر عمل پیرا ہو جائے۔ تو نہ صرف یہ فائدہ ہو۔ کہ موجودہ فسادات کا سدباب ہو۔ بلکہ ایک خوشگوار مستقبل کی مستحکم نیو قائم ہو جائے۔ مگر ہم اس جگہ یہ امر واضح کر دینا چاہتے ہیں۔ کہ جس آواز کو لالہ صاحب نے آج "بعد از ہزار رسوائی" اٹھایا ہے۔ اس کو ایک دانا نے جو مسیح موعودؑ کے نام سے دنیا میں آیا۔ اپنی حیات مبارکہ کے آخری ایام میں آج سے کم و بیش ۲۰ سال پہلے ۱۹۰۸ء میں فضائے عالم میں بلند کیا۔ چنانچہ اسی دانا حکیم[1] کی آواز سن مذکور میں زیر صدارت آنریبل رائے بہادر پرتول چندر چڑجی ایم اے جج چیفکورٹ پنجاب یونیورسٹی ہال لاہور میں پیغام صلح نامی لیکچر کے ذریعہ کئی ہزار حاضرین کی موجودگی میں گونجی کہ :-

"اے عزیزو! قدیم تجربہ اور بار بار کی آزمائش نے اس امر کو ثابت کر دیا ہے۔ کہ مختلف قوموں کے نبیوں اور رسولوں کو توہین سے یاد کرنا اور ان کو گالیاں دینا ایک ایسی زہر ہے۔ کہ نہ صرف انجام کار جسم کو ہلاک کرتی ہے۔ بلکہ روح کو بھی ہلاک کر کے دین اور دنیا دونوں کو تباہ کر دیتی ہے وہ ملک آرام سے زندگی بسر نہیں کر سکتا۔ جس کے باشندے ایک دوسرے کے رہبر دین کی عیب شماری اور ازالہ حیثیت عرفی میں مشغول ہیں۔ اور ان قوموں میں ہرگز سچا اتفاق نہیں ہو سکتا۔ جنہیں سے ایک قوم یا دونوں ایک دوسرے کے نبی یا رشی یا اوتار کو بدی یا بدزبانی کے ساتھ یاد کرتے رہتے ہیں۔ اپنے نبی یا پیشوا کی ہتک سنکر کس کو جوش نہیں آتا (غور کرو مسلمانوں کے ساتھ صلح کا کیا طریق بتلاتے ہیں۔ ناقل) خاص کر مسلمان ایک ایسی قوم ہے۔ کہ وہ اگرچہ اپنے نبی کو خدا یا خدا کا بیٹا تو نہیں بناتی۔ مگر آنجناب (صلعم) کو ان تمام برگزیدہ انسانوں سے بزرگتر جانتے ہیں۔ کہ جو ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے پس ایک سچے مسلمان سے صلح کرنا کسی حالت میں بجز اس صورت کے ممکن نہیں۔ کہ ان کے پاک نبی کی نسبت جب گفتگو ہو۔ تو بجز تعظیم اور پاک الفاظ کے یاد نہ کیا جائے"

(پیغام صلح صفحہ ۱۰-۱۱ بار دوم)

اور پھر اس طریق کو ذہن نشین کراتے۔ اور اس کے لئے مختلف دلائل دیتے اور اسی کو صلح کا واحد ذریعہ بتلاتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"بہترین طریق صلح کا یہی ہے۔ ورنہ کسی دوسرے پہلو سے صلح کرنا ایسا ہی ہے۔ کہ جیسا کہ ایک پھوڑے کو جو شفاف اور چمکتا ہوا نظر آتا ہے۔ اسی حالت میں چھوڑ دیں۔ اور اس کی ظاہری چمک پر خوش ہو جائیں۔ حالانکہ اس کے اندر سڑی ہوئی اور بدبودار پیپ موجود ہے" (پیغام صلح صفحہ ۳۲ بار دوم)

اور ایسا ہی آج سے قریبا قرن پہلے قرآن مجید نے بھی یہ حکم دے رکھا ہے :- وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ (انعام ۱۰۸)

باوجودیکہ از روئے تعلیم بتوں کی کچھ حقیقت نہیں۔ مگر پھر بھی خالق کونین علمبرداران لوائے اسلامی کو وہ اعلیٰ و بالا اخلاق سکھلاتا ہے۔ کہ جس کی نظیر پہلوں میں نہیں ملتی۔ اس خصوص میں اس کا فرمان واجب الاذعان یہ ہے۔ کہ تمہارے اخلاق کا معیار اس مقام خصوصی پر ہونا چاہیئے۔ کہ تم بتوں کو بھی جو کہ کچھ چیز ہی نہیں ہیں۔ برا نہ کہو۔ اور ان کی بدگوئی سے اپنی زبان کو روکے رکھو۔ اور ایسا ہی ولا تنابزوا بالالقاب کا مفاد ہے۔ پس کیا ہم ہندو قوم سے امید رکھیں۔ کہ وہ ان باتوں کی قدر کرتی ہوئی اور ان کے مطابق اپنے طریق عمل کو بناتی ہوئی۔ اگر اور نہیں تو کم از کم لالہ صاحب کے ہی مشورہ کو تسلیم کرتی ہوئی اور صرف اس لئے تسلیم کرتی ہوئی کہ ملک میں امن و امان قائم ہو صلح کے لئے ہاتھ آگے بڑھائیگی ؂

ہماری اہم ضرورت

ہمعصر "مدینہ" اپنی اشاعت ۱۷ ستمبر میں رقمطراز ہے :-

"آج ہماری اہم ضرورت محض یہ نہیں۔ کہ مسلمان اقتصادیات تحصیل علم اور اسی قسم[2] کے اور مشاغل میں مصروف ہوں بلکہ یہ بھی ہے۔ کہ خالص اسلامی اور قرآنی تعلیمات کو سمجھیں اور جس طرح بے علم اور بے زر عربوں نے محض اخوت اسلامی کے بل بوتے پر متمدن دنیا سے اپنا لوہا منوالیا تھا۔ ہم بھی غیر مسلم دنیا سے اپنی عالمگیر حیثیت اور وقار کو منوائیں"

کون نہیں مانتا۔ کہ ہماری اہم ضرورت یہ نہیں کہ ہم خالص اسلامی اور قرآنی تعلیم کو سمجھیں۔ کسے اس بات کا اقرار نہیں۔ کہ ہماری اہم ضرورت یہ نہیں۔ کہ ہم بے زر عربوں کی طرح اخوت اسلامی کے بل بوتے پر دوسروں سے اپنا لوہا منوائیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ وہ خالص اسلامی اور قرآنی تعلیم سمجھیں کہاں سے۔ وہ اخوت اسلامی پیدا کس طرح ہو۔ جس نے صرف بے زر عربوں کو ہی نہیں۔ بے علم عربوں کو ہی نہیں۔ بلکہ زمانہ جاہلیت کے اجہل ترین عربوں کو دانشمندان دہر کا استاد۔ فلسفیان زمانہ کے لئے دلیل راہ اور سلاطین قہرمان کے واسطے دبدبہ بنا دیا۔ وہ ایسے جاہل کہ ان کے زمانہ کا نام زمانہ جاہلیت پڑ جائے اور ہم ایسے روشن دماغ کہ ہمارے زمانے کا نام روشنی کا زمانہ رکھا جائے لیکن وہ اٹھیں تو دنیا کے تمدن میں تبدل اور دنیا کی کیفیت میں تغیر پیدا کر دیں۔ اور ہم ہوش میں آئیں۔ تو اپنے ہی تمدن کو بگاڑ دیں۔ اور اپنے ہی خرمن تہذیب کو سپرد شعلہ کریں۔ آخر کچھ تو اس میں راز ہے۔ کہ وہ اٹھیں تو سب کچھ کر لیں اور ہم اٹھیں۔ تو جوں کے توں رہ جائیں ؎

جو وہ چاہیں تو ہو جائے عجب اللہ کی قدرت
جو ہم چاہیں تو کہتے ہیں کہ ایسا ہو نہیں سکتا۔

کیا اس میں یہی راز تو نہیں۔ جو روایات میں بتایا گیا ہے۔ کہ ایک وقت آئے گا۔ کہ قرآن دنیا سے اٹھ جائے گا۔ اور قرآن دانی کا دعویٰ کرنے والے شر تحت ادیم السماء ہونگے۔ لیکن اک مرد فارسی اس کو پھر لائے گا۔ کیا اس میں یہی راز تو نہیں۔ کہ ایک وقت ہوگا کہ مسلمان ضیع الرسن ہوں گے۔ اور بے مہار شتر کی طرح جدہر جس کا منہ اٹھے گا۔ ادہر ہی جائیگا لیکن ایک موعود آئے گا۔ اور انہیں ایک مرکز پر جمع کر دے گا اور ان میں اخوت اسلامی پیدا کر دے گا۔ یقیناً یہی راز ہے اگر کوئی سمجھے تو۔ پس وہ لوگ جو خالص اسلامی اور قرآنی تعلیم کو سمجھنا چاہتے ہیں۔ جو اخوت اسلامی کی حبل المتین کا ربقہ اپنی گردنوں میں پہننا چاہتے ہیں۔ وہ اس موعود کے پاس آئیں جو بروقت دنیا میں آیا۔ اور جس نے آکے دنیا میں خالص اسلامی اور قرآنی تعلیمات کو سمجھایا۔ اور اس اخوت اسلامی کو پیدا کرنے کی بنیاد رکھ دی۔ کہ جس نے اپنے بل بوتے پر تمام دنیا سے لوہا منوایا۔ جس کا نام سے کے آج مسلمان واحسرتا واحسرتا کہہ کر تڑپ رہے ہیں۔ اور چاہتے ہیں۔ نہیں انہیں ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ کہ جس بھاؤ بھی ملے۔ اسے پھر لینا چاہیئے ؂

---

[1] غالباً سہو کتابت سے بجائے "اسی قسم کے" "اہم قسم کے" لکھا گیا ہے۔

تیغ فقیر اور اس کا مصنف

کتاب "تیغ فقیر برگردن شریر" کے متعلق الفضل میں یہ دیکھکر کہ اخبار تنظیم نے اس کی تصنیف کا الزام کسی "احمدی" پر لگایا ہے مدیر تنظیم کی واقفیت اور معلومات پر نہایت تعجب ہوا۔ آریہ اخبارات جو کتاب مذکور کے متعلق بے فائدہ شور مچا رہے ہیں۔ اور ایڈیٹر صاحب تنظیم جنہوں نے ایک محض غلط بات ہماری طرف منسوب کر دی ہے۔ دونوں کی واقفیت کے لئے میں ذیل میں کتاب مذکور کی مفصل کیفیت لکھتا ہوں۔ تاکہ اس کی اشاعت اور شائع کنندہ کے متعلق جو غلط فہمی پھیل رہی ہے۔ یا عمداً پھیلائی جا رہی ہے۔ اس کا سد باب ہو سکے۔ وہو ہذا +

اس منظوم کتاب کا پورا نام "تیغ فقیر برگردن شریر و حربہ سیفی برسر کیفی" ہے۔ اس کے مصنف مولوی محمد حسین صاحب فقیر جَھَنگ کے رہنے والے تھے۔ جنہوں نے دہلی میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ یہ کتاب انہوں نے ۱۲۸۷ھ میں لکھی تھی اور ۱۲۹۰ھ میں وہ پہلی دفعہ چھپی تھی۔ جس کو آج پورے ۴۵ برس ہو چکے ہیں۔ یہ کتاب دراصل دو کتابوں کا مجموعہ ہے۔ ایک کا نام "تیغ فقیر برگردن شریر" ہے۔ جو ۴۴ ۳ صفحوں پر ختم ہوتی ہے۔ اور اردو نظم میں ہے۔ دوسری کتاب "حربہ سیفی برسر کیفی" فارسی نظم میں ۴۴ صفحہ پر ہے۔ یہ دونو کتابیں از خود نہیں لکھی گئیں۔ بلکہ پہلی کتاب لالہ اندرمن کی ایک نہایت ہی ناپاک اور بیہودہ منظوم کتاب "اصول دین احمد" کا ترکی بترکی جواب ہے۔ اور دوسری لالہ چھیدن لال کیفی کی فارسی منظوم کتاب "خوبی اسلام" کا فارسی نظم ہی میں جواب ہے۔ سخت تعجب ہے کہ آریہ صاحبان کو اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا۔ اور دوسرے کی آنکھ کا تنکا فوراً سوجھ پڑتا ہے۔ آج پورے ۴۵ برس کے بعد اس کے متعلق شور مچانے لگے۔ مگر ذرا "اصول دین احمد" مصنفہ اندرمن کو تو کھول کر دیکھا ہوتا۔ جس کے جواب میں یہ کتاب لکھی گئی ہے کہ وہ کس قدر ناپاکی اور گندگی سے بھری ہوئی ہے۔ اگر اندرمن اور چھیدن لال ایسی دریدہ دہنی نہ کرتے تو مسلمانوں کو کیا غرض پڑی تھی۔ جو ان کے ان دیوی دیوتاؤں کے پوست کندہ حالات پبلک میں لاتے۔ جن سے خود ہندوؤں کی کتابیں بھری پڑی ہیں جب کہ پہل سبقت اور بدزبانی کی ابتداء ہندوؤں کی طرف سے ہوئی۔ تو جواب دینے کی صورت میں شور مچانا اور شکایت کرنا کہاں تک حق بجانب ہو سکتا ہے۔ شیش محل میں بیٹھ کر دوسروں پر پتھر پھینکنا یقیناً کوئی دانائی کی صفت نہیں۔ اندرمن کی تمام کتاب فحش اور دل آزار اشعار سے بھری پڑی ہے۔ اور ہم گندگی میں ڈھیلا مار کر تعفن پھیلانا نہیں چاہتے۔ ورنہ کچھ اشعار نقل کر کے اس کی فحش نویسی کا نمونہ ناظرین کو دکھاتے۔ ہندو صاحبان کو ذرا غور کرنا چاہیئے۔ اور سوچنا چاہیئے۔ کہ اس کا تمام تر الزام تو اندرمن پر ہے۔ جس نے کہہ کر کہلوایا۔ اور پہلے خود ہمارے سید و مطاع علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی شان پاک میں گستاخیاں اور بدزبانیاں کیں۔ جن کے جواب میں مجبوراً قلم اٹھانا پڑا +

۱۹۲۰ھ کے بعد تیغ فقیر دوبارہ ۱۳۱۷ھ میں مطبع انوار محمدی دہلی میں چھپی تھی۔ اب نہ معلوم اس وقت کی چھپی ہوئی کتاب پر اتنے عرصہ کے بعد غم و غصہ کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ یا وہ خود ہی حال میں سہ بارہ چھاپی گئی ہے۔ میرا خیال ہے۔ کہ شائد ۱۳۱۷ھ کی طباعت ہی پر اب ۲۷ سال کے بعد ایسی حالت میں اس کے ضبط کرانے کی امکانی کوشش ہو رہی ہے۔ جب کہ مصنف یقیناً اور شائد صاحب مطبع بھی عرصہ ہوا کہ انتقال کر چکے ہیں +

یہ تھی کتاب مذکور کی مفصل کیفیت جو بیان کی گئی۔ اس سے جہاں یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ تیغ فقیر سے زیادہ قابل الزام "اصول دین احمد" ہے۔ اور اب نصف صدی اس کی اشاعت پر گذر جانے کے بعد اس کے متعلق شور مچانا اور اس کو ضبط کرانے کی کوشش کرنا ایک بے فائدہ امر ہے۔ وہاں یہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ کتاب مذکور ہرگز ہرگز کسی احمدی کی لکھی ہوئی نہیں۔ کیونکہ اس وقت یعنی ۱۲۸۷ھ میں جبکہ یہ کتاب لکھی گئی۔ نہ حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کوئی دعویٰ تھا۔ اور نہ آپ کو اس وقت کوئی جانتا تھا۔ اور نہ ہی اس وقت تک آپ نے کوئی کتاب لکھی تھی۔ حضور کی سب سے پہلی کتاب براہین احمدیہ تیغ فقیر سے ٹھیک دس برس کے بعد ۱۲۹۷ھ میں شائع ہوئی۔ مولوی محمد حسین فقیر سے دہلی اور قرب و جوار کے تمام مسلمان اور خصوصاً طبقہ نسوان بخوبی واقف ہے۔ جنہوں نے ایک دوسری کتاب "تعلیم الحیا" لکھ کر عورتوں میں بڑی شہرت حاصل کی تھی۔ اور اس وقت بھی اکثر لوگ ہیں۔ جنہوں نے ان کے وعظ دہلی میں سنے ہیں۔ یہ میں نے اس لئے لکھا۔ کہ شائد کہا جائے کہ مصنف نے کتاب کی اول اشاعت کے بعد احمدیت کو اختیار کر لیا ہو۔ اور ۱۳۱۷ھ میں جبکہ کتاب دوبارہ شائع کی گئی تھی مصنف احمدی ہو۔ مگر افسوس یہ بھی صحیح نہیں۔ کیونکہ ان کے دیکھنے اور جاننے والے اس وقت بھی سینکڑوں آدمی دہلی میں موجود ہیں۔ ان سے ان کے متعلق دریافت کر کے اپنا اطمینان کیا جا سکتا ہے کہ کیا مولوی صاحب احمدی تھے دوسرے ایک بات یہ ہے کہ یہ کتاب مذکور کے ۱۳۱۷ھ والے اڈیشن میں ہمیں ایک لفظ بھی ساری کتاب میں کہیں ایسا نہیں ملتا۔ جس سے مصنف کے احمدی ہونے کا خفیف سا شبہ بھی ہو سکے +

اس تمام بیان سے ثابت ہوا۔ کہ مصنف تیغ فقیر کے احمدی ہونے کی کہانی محض گھڑی ہوئی ہے۔ اور اگر ایسا نہیں تو پھر لکھنے والے کی حد درجہ کی ناواقفیت پر دلالت کرتی ہے +

(راقم شیخ محمد اسماعیل احمدی اڈیٹر رسالہ کائنات۔ پانی پت)

تواریخی شذرات

عہد مغلیہ میں مذہبی آزادی

بعض متعصب اور حقیقت حال سے بے خبر کہدیا کرتے ہیں۔ کہ عہد مغلیہ میں عموماً اور شہنشاہ اورنگزیب کے زمانہ میں خصوصاً ہندوؤں کو مذہبی آزادی نہ تھی۔ مگر ذرا اس عدیل فرانسیسی سیاح ڈاکٹر برنیر کا بیان تو ملاحظہ ہو۔ لکھتا ہے۔ کہ:-

"سلاطین مغلیہ اگرچہ مسلمان ہیں۔ لیکن ان پرانی رسموں کے آزادانہ طور پر بجالانے کو یا تو اس خیال سے منع نہیں کرتے۔ کہ ہندوؤں کے مذہبی معاملات میں دست اندازی کرنا چاہتے ہی نہیں۔ یا دست اندازی کی جرأت نہیں رکھتے"

(سفرنامہ ڈاکٹر برنیر جلد دوم صفحہ ۱۵۶ اردو ترجمہ)

امید ہے۔ کہ اس غیبی شاہد کا بیان جاہل معترضوں کے اوہام اور وساوس کا قلع قمع کرنے کے لئے کافی ہوگا۔ اس کے بالمقابل ہندوؤں کی مذہبی آزادی کا حال بھی پڑھ لیجئے۔

ویدک دھرمیوں کی مذہبی آزادی کا پول

لالہ لاجپت رائے لکھتے ہیں۔ کہ:- "پانڈیا خاندان کے ایک راجہ کونا نامی نے جینیوں کو بہت ستایا۔ اول یہ راجہ خود بڑا کٹر جینی تھا۔ پھر وہ اپنی رانی کی ترغیب سے شیومت کا اوپاسک (معتقد) ہوگیا۔ کہا جاتا ہے۔ کہ اس نے آٹھ ہزار جینیوں کا چمڑا اتروا کر ان کو نہایت عذاب سے مارا"

(تاریخ ہند اردو حصہ اول صفحہ ۳۴۹)

کیا اس قسم کی بدترین مثال اسلامی تواریخ سے کوئی دکھلا سکتا ہے۔ امید ہے۔ کہ آریہ سماجی اور اس کے اندھے مقلد ہندو آئندہ لایعنی اعتراضوں سے اعراض کریں گے +

حضرت عالمگیر علیہ الرحمتہ نے مذہب کی خاطر کسی پر سختی نہیں کی

ڈاکٹر پی۔ سی رائے فرماتے ہیں۔ کہ:۔

"متعصب یورپین مؤرخین نے شہنشاہ اورنگ زیب کی تنگ نظری اور مذہبی تعصب پر دفتر سیاہ کر دیئے ہیں۔ لیکن اس کے عہد حکومت میں بقول الفنسٹن ایسا کہیں نہیں معلوم ہوتا۔ کہ کسی نے ہندو مذہب کی خاطر سزائے جان و مال یا قید برداشت کی ہو۔ یا کسی شخص سے اس کے آبائی طریق پرستش پر بازپرس کی گئی ہو۔ تاریخ بتلاتی ہے کہ جس کو متعصب بادشاہ کہا جاتا ہے۔ اس کے سب سے بڑے معتمد جسونت سنگھ اور جے سنگھ تھے"

(ماخوذ از لیکچر مورخہ ۷؍ فروری ۱۹۲۳ء بر موقع تقسیم انعامات علی گڑھ یونیورسٹی)

بت شکن ہندو تھے

عام طور پر بت شکنی کا الزام مسلمان بادشاہوں پر لگایا جاتا ہے۔ مگر اس قسم کا اعتراض کرنے والے ذرا گریبان میں منہ ڈال کر شری سوامی دیانند جی کا مندرجہ ذیل بیان تو پڑھ دیکھیں۔ فرماتے ہیں۔ کہ:۔

"شنکر آچاریہ کے وقت میں جین دوہونس دیئے (یعنی اب جتنے بت جینیوں کے نکلتے ہیں۔ وے شنکر آچاریہ کے وقت میں ٹوٹے تھے۔ اور جو بغیر ٹوٹے نکلتے ہیں۔ وے جینیوں نے زمین میں گاڑ دیئے تھے۔ کہ توڑے نہ جائیں"

(ستیارتھ پرکاش اردو صفحہ ۳۲۵)

سلطان ٹیپو کی رواداری

بعض متعصب یورپین کے سکھے سکھائے کہدیا جاتا ہے کہ سلطان ٹیپو بڑا جلاد بڑا ظالم اور جابر تھا۔ اور اس کی تیغ ستم کا شکار زیادہ تر ہندو ہوتے تھے۔ حالانکہ ایسا کہنا اپنے اندر شمہ بھر بھی حقیقت نہیں رکھتا۔ دیکھئے مصنف تاریخ ہند بزبان ہندی مطبوعہ بنارس) کی مندرجہ ذیل تحریر کیا کہتی ہے:۔

"ابھی چند روز گزرے۔ کہ شری شنکر آچاریہ جی کے شرنگری سنستھان کے متعلق کئی تاریخی کاغذات شائع ہوئے ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ٹیپو مذکورہ بالا مٹھ (معبد) کی ہر ایک طرح مدد کرتا تھا۔ اور مٹھ آدھیش (گدی نشین مہنت) سے ہمیشہ دعا خیر لیتا رہا۔ ایسے آدمی کو جابر اور ہندوؤں کا دشمن بتانا سچائی کا خون کرنا ہے"

ایک سچے ہندو کی کرتوت

ٹیپو اور اورنگ زیب وغیرہ مسلمان حکمرانوں کا حال تو آپ نے پڑھ لیا۔ مگر اب ذرا بقول بھائی پرمانند ایک "سچے ہندو" کا سلوک بھی دیکھئے۔ جو کہ اس نے مسلمانوں کے ساتھ روا رکھا۔

"بندا نام بیراگی نے دعوی سکھوں کے پیشوا ہونے کا کیا۔ اور مسلمانوں کی طاقت ضعیف کرنے میں بڑی بڑی کوششیں کیں۔ اس نے اپنا پیشہ قطاع الطریقی اور رہزنی اختیار کیا۔ اور تھوڑے سے عرصہ میں بہت سے اوباش اور ارادتمند سکھ لڑنے مرنے کو اپنے پاس جمع کر لئے۔ ان سکھوں نے بندا کی سرگردہی میں ہزاروں مسلمان قتل کئے۔ اور ان کی مسجدیں اور خانقاہیں مسمار کر دیں۔ گھر بار لوٹ لئے۔ گھروں میں آگ لگا دی۔ عورتوں بچوں کو سفاکی کے ساتھ تہ تیغ کیا۔ غرضیکہ لدھیانہ سے لے کر کرنال تک۔ تمام علاقہ صاف کر دیا۔ ملک میں اودھم اور شورش پیدا کر دی"

(کتاب بابا بندا بہادر بیراگی مصنفہ دولت رائے صفحہ ۳۲)

کیا اس قسم کے سفاکانہ قتل اور وحشیانہ غارت گری کے ہوتے ہوئے بھی ہندو اور آریہ مسلمان بادشاہوں کے فرضی مظالم کی داستانیں سنا سنا کر اپنی مظلومی کا جھوٹا اظہار کرنے میں حق بجانب سمجھے جا سکتے ہیں؟

(فضل حسین احمدی مہاجر۔ قادیان)

اسلام میں عورت کی حیثیت

ہمارا علم۔ ہماری واقفیت۔ ہمارا غور و خوض ہمیں اسی نتیجہ پر پہنچاتا ہے۔ کہ اسلام پر نکتہ چینی کرنے والے لوگوں میں سے زیادہ تر حصہ ان لوگوں کا پایا جاتا ہے۔ جنہوں نے قرآن کریم کے جو سراپا منشور ہدایت ہے اس حصہ کا کما حقہٗ مطالعہ نہیں کیا۔ جس میں عورتوں کے حقوق و حیثیت و عزت و منزلت کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہ اگر ایک دفعہ بھی اس کا مطالعہ کر لیتے۔ تو ان کو معلوم ہو جاتا۔ کہ اسلام نے فرقۂ اناث کے حقوق کی کس قدر نگہداشت کی ہے۔ اور کس خصوصیت کے ساتھ ان کے مردوں کے مساوی حقوق دیئے ہیں۔

اس قسم کے معترضین کو معلوم ہونا چاہیئے کہ عورتوں سے حسن معاشرت کا حکم اسلام کی خصوصیات میں سے ہے اور اس کی بہترین تفسیر قرآن کریم کے علاوہ حدیث و تعامل نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم میں بھی ملتی ہے۔ پیشتر اس کے کہ ہم حدیث و تعامل نبی کریم (صلے اللہ علیہ وسلم) پیش کریں۔ چند ایک آیات بینات پیش کرتے ہیں۔ جن سے معلوم ہو سکے گا۔ اور روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گا۔ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی کلام پاک میں کس طرح مستورات کی نسبت خوبصورت اور دلکش پیرایہ میں ان کی عزت فرماتا ہے۔

(۱) هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ۔ یعنی عورتیں تمہارا لباس ہیں۔ اور تم عورتوں کا لباس ہو۔ غور فرمایئے۔ کہ کس طرح سے فرقۂ نسوان کی اعلیٰ حیثیت کو قائم کیا ہے۔ لباس اس کو کہتے ہیں۔ جو انسان کے قبیح امر کو ڈھانک دیوے۔ بس میاں کو بی بی کا اور بی بی کو میاں کا لباس اس لئے قرار دیا گیا ہے۔ کہ وہ ایک دوسرے کو امر قبیح کے ارتکاب سے بچاتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کی محافظت کرتے ہیں۔

(۲) قرآن کریم سورہ اعراف میں فرماتا ہے۔ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا۔ ترجمہ اسی سے اس کے جوڑے کو پیدا کیا۔ تاکہ وہ اسی سے سکون پکڑے۔ یعنی عورت کو موجب تسکین و سکون فرمایا۔

(۳) قرآن کریم سورہ روم میں فرماتا ہے۔ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا یعنی تمہاری جنس سے تمہاری بیبیاں پیدا کیں۔ تاکہ تم ان سے سکون پکڑو۔

(۴) پھر دیکھئے۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔ کہ عَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ۔ سبحان اللہ و بحمدہ۔ ایک ہی لفظ عَاشِرُوهُنَّ میں مرد و عورت کے سارے تعلق کو روشن کر دیا ہے۔ اور صرف لفظ معاشرت پر ہی اکتفا نہیں کیا۔ جو بجائے خود سچے و صادقانہ تعلقات کا مقتضی ہے۔ بلکہ اس کے ساتھ تاکید کے طور پر "بِالْمَعْرُوفِ" فرمایا جس کے معنی ہیں۔ کہ ایسی معاشرت جو پسندیدہ ہو۔ یعنی ہو سکتا ہے۔ کہ تمہاری بی بی تم کو ناپسند ہو مگر اس کا نتیجہ یہ نہ ہونا چاہیئے۔ کہ ان سے اچھا میل جول و سلوک نہ ہو۔ بلکہ ایسی صورت میں اپنی طبیعت پر جبر کر کے بھی ان سے حسن اخلاق سے پیش آنا لازمی ہے۔ کیونکہ انسان بعض دفعہ ایک چیز کو ناپسند کرتا ہے۔ مگر آخر کار وہ اس سے بہت سے فوائد حاصل کرتا ہے۔ یعنی یہ تو ممکن ہے۔ کہ تم بی بی کو ناپسند کرو۔ لیکن اگر طبیعت پر جبر کر کے اس سے حسن سلوک کرو گے۔ تو اللہ تبارک و تعالیٰ تمہاری ناپسندیدگی کو دور کرنے کے علاوہ اس تعلق کو تمہاری بھلائی کا موجب بھی بنائے گا۔ جیسا کہ فرمایا۔ عَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ شائد تم ایک چیز کو ناپسند کرو گو وہ تمہارے لئے دراصل موجب فلاح ہو۔

(۵) قرآن کریم فرماتا ہے۔ کہ مسلمان عورتیں مقامات عالیہ حاصل کرنے میں مردوں کے ہمپایہ ہیں۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ جس طرح اعلیٰ صفات میں مردوں کو بلند پایہ پر پہنچاتا ہے۔ ویسا ہی عورتوں کو بھی شریک فرماتا ہے۔ یعنی عورتیں اللہ کے نزدیک مقامات عالیہ حاصل کرنے میں مردوں سے

کسی طرح بھی کم نہیں۔ مطالعہ کیجئے۔ مندرجہ ذیل سورۃ الاحزاب

ان المسلمین والمسلمٰت والمومنین والمومنات والقٰنتین والقٰنتات والصٰدقین والصٰدقٰت والصابرین والصابرات والخٰشعین والخٰشعٰت والمتصدقین والمتصدقات والصائمین والصائمٰت والحٰفظین فروجہم والحٰفظٰت والذاکرین اللہ کثیرا والذٰکرٰت اعد اللہ لہم مغفرۃً واجراً عظیماً ہ

ترجمہ۔ مسلم مرد اور مسلم عورتیں اور مومن مرد اور مومن عورتیں اور فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں۔ اور صدق دکھانے والے مرد اور صدق دکھانے والی عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں۔ اور فروتنی کرنے والے مرد اور فروتنی کرنے والی عورتیں اور خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنیوالی عورتیں۔ اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں۔ اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور عورتیں اور اللہ کا کثیر ذکر کرنے والے مرد اور عورتیں ان کے لئے۔ اللہ نے مغفرت اور بڑا اجر تیار کیا ہے ٭

تعجب ہے۔ ان لوگوں پر جو قرآن کریم کی ایسی صریح تعلیم کے باوجود جس کی رو سے عورتیں مقامات عالیہ حاصل کرتی ہیں مردوں کے ہمپایہ ہیں۔ یہ راگ الاپتے چلے جا رہے ہیں۔ کہ اسلام نے عورت کی بالکل عزت نہیں کی۔ اور اسلامی تعلیم کی رُو سے عورت میں روح ہی نہیں۔

(۷) پھر دیکھئے قرآن کریم اعمال حسنہ کی جزا میں مردوں اور عورتوں میں کوئی فرق نہیں کرتا۔ جیسے کہ فرمایا:۔ من عمل صالحاً من ذکرٍ او انثیٰ وھو مومن فلنحیینہٗ حیوٰۃً طیبۃً ولنجزینھم اجرھم باحسن ما کانوا یعملون (سورہ نحل)

ترجمہ۔ جو کوئی اچھا عمل کرتا ہے۔ مرد ہو یا عورت۔ اور وہ مومن ہے۔ ہم یقیناً اسے ایک پاک زندگی میں رکھیں گے اور ہم یقیناً انہیں ان کے بہترین اعمال کا جو وہ کرتے تھے۔ اجر دینگے ٭

باوجود ان صراحتوں کے کہا جاتا ہے کہ قرآن کریم کی رو سے عورت میں روح ہی نہیں۔

احادیث کا علم رکھنے والوں سے یہ امر پوشیدہ نہیں کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس قدر فرقہ اناث کے حقوق کا خیال رکھا ہے۔ اس قدر اور کسی ہادی مذہب نے نہیں رکھا۔ حضور عورت کو جسمانی و ذہنی قوی میں مرد کی نسبت کمزور سمجھتے ہیں۔ مگر ساتھ ہی محبت و الفت نرم دل اور راست پذیری میں عورت کو مرد پر فائق ٹھہراتے ہیں۔ جو لوگ حضرت سرور کائنات کی تعلیم پر حرف رکھتے اور لاعلمی سے کہا کرتے ہیں۔ کہ پیغمبر اسلام کے نزدیک عورت میں کوئی بھی خوبی نہیں۔ وہ محض مجموعہ عیوب ہے۔ وہ بڑی جرأت سے کام لیتے ہیں۔ کاش! ایسے لوگ دیکھتے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا فرمایا ہے۔ حضور کا ارشاد ہے۔ کہ خیرکم خیرکم لاھلہ۔ یعنی تم میں سے بہترین شخص وہ ہے۔ جو اپنے اہل سے سب سے اچھا سلوک کرتا ہے۔ پھر حضور نے حجۃ الوداع میں آخری نصیحت یہ فرمائی۔ کہ واستوصوا بالنساء خیرا۔ عورتوں سے اچھا سلوک کرنا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ یہ میری تعلیم ہی نہیں۔ بلکہ میرا عمل بھی ہے۔ وانا خیرکم لاھلہ یعنی میں اپنے اہل کے ساتھ سب سے اچھا سلوک کرتا ہوں۔

ہمیں یقین کامل ہے کہ انشاء اللہ منصف مزاج ناظرین بعد ملاحظہ تحریر بخوبی اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ اسلام ہاں اسلام ہی ایک سچا اور الٰہی مذہب ہے۔ جس نے مستورات کو اس قدر عزت و احترام عطا فرمایا۔ اور مقامات عالیہ حاصل کرنے میں مردوں سے کسی طرح سے بھی پیچھے نہیں رکھا۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

احقر العباد (شیخ) مشتاق احمد جالندہری از قادیان دارالامان

کیا یسوع مسیح گوتم بدھ کے شاگرد تھے؟

گوجراتی زبان کا اخبار بمبئی سماچار بمبئی ۱۷ ستمبر کی اشاعت میں عنوان بالا کے ماتحت لکھتا ہے :۔

"نیو یارک امریکہ کا ایک پیغام ظاہر کرتا ہے کہ پروفیسر ادریس نامی وسط ایشیا کے ایک سیاح نے ظاہر کیا ہے کہ میرے دوران سیاحت میں تبت میں ایک بدھسٹ سادھو نے مجھے بتلایا تھا۔ کہ یسوع مسیح اپنی ۲۹ سالہ عمر میں بدھ مذہب کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے ہندوستان میں تشریف لائے تھے۔ کثرت سے علماء بدھ مذہب مانتے ہیں کہ مذہب عیسوی کی بنا بدھ مذہب سے پڑی ہوئی ہے"

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ثابت کیا ہے۔ کہ بعد واقعہ صلیب حضرت مسیح علیہ السلام براہ نصیبین ہندوستان تشریف لائے تھے۔ اور کشمیر میں آپ کا مزار مقدس ہے۔ ایک وفد سنہ ۱۹۰۵ء کے قریب قریب اسکی تفتیش کے لئے حضرت اقدس نے بھیجنے کا ارادہ کیا جس کے اراکین بھی منتخب ہو گئے۔ مگر کسی وجہ سے وفد کا جانا اسوقت ملتوی ہو گیا۔ اور یہ تو مانی ہوئی بات ہے کہ صلیب مسیح علیہ السلام کا واقعہ ان کی ۳۳ سالہ عمر کے قریب قریب واقع ہوا تھا۔ اب بدھ مذہب کی مذکورہ بالا بیرونی شہادت سے واضح ہوتا ہے۔ کہ ضرور ضرور مسیح علیہ السلام ہندوستان تشریف لائے تھے۔ گو گوتم بدھ کا زمانہ بھی مسیح علیہ السلام کے ایک سو سال قبل کے قریب قریب بتلایا جاتا ہے۔ کیا تعجب ہے۔ کہ گوتم بدھ کے اصحاب سے مسیح علیہ السلام کی ملاقات ہوئی ہو۔ اور انہوں نے اپنی یادداشت میں اس کو لکھ لیا ہو یا سینہ بسینہ پیروان بدھ مذہب میں یہ واقعہ مشہور چلا آتا ہو۔ جو پروفیسر ادریس کو کسی بدھ سادھو نے تبت میں بتایا

خاکسار (سیٹھ) اسمٰعیل آدم بمبئی۔

شکر کرو تا نعمت بڑھے

کچھ مدت سے ہماری بعض بہنوں میں اس بات کی تحریک ہو رہی تھی۔ کہ ہمارا بھی کوئی زنانہ اخبار ہو۔ عاجزہ بھی انہی میں سے ایک تھی۔ چنانچہ اس بارے میں ایک خط بھی بخدمت محترمہ سکرٹری صاحبہ لجنہ اماء اللہ قادیان کی خدمت میں لکھا تھا۔ کہ آپ اپنی ایڈیٹری میں ایک ماہواری رسالہ نکالیں۔ مگر ہر کام کے لئے ایک وقت ہوتا ہے۔ اس وقت تو یہ بات نہ ہو سکی۔ اب میرا خیال ہے کہ شاید اس کام کا وقت آ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے امام کو تندرست و سلامت رکھے۔ جن کو اس کمزور حصے کی بہبودی کا ہر وقت خیال لگا رہتا ہے۔ اور یہ حضور ہی کی تعلیم کا اثر ہے۔ کہ ہم میں یہ احساس پیدا ہوا۔ پس ہماری بہنوں کو چاہیئے۔ کہ جس مقصد کی وہ عرصہ سے طلب گار تھیں۔ اس کے ملنے پر شکر کریں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام میں فرماتا ہے۔ لئن شکرتم لازیدنکم۔ تا یہ نعمت بڑھے۔ اور اس نعمت کا شکر اسی طرح پر ہے کہ اب ہماری بہنیں ہمت کر کے کثرت سے الفضل میں مضامین شائع کرائیں۔ پس میں یہ تو کہہ نہیں سکتی۔ کہ ہماری بہنیں مضمون نہیں لکھ سکتیں۔ کیونکہ میں نے دیکھا ہے کہ کثرت سے ایسی بہنیں ہیں۔ جو بہت ہمت اور دلیری سے عمدہ سے عمدہ مضامین لکھ سکتی ہیں۔ لیکن باوجود اسکے اکثر یہ کہکر مضمون سے رکی رہتی ہیں۔ کہ ایسا نہ ہو۔ لوگ ہنسیں۔ حالانکہ یہ بات کوئی ایسی نہیں کہ مضمون لکھنے سے مانع ہو سکے۔ عاجزہ نے کئی مردانے رسالوں میں عورتوں کے مضامین دیکھے ہیں جو بہت چھوٹے چھوٹے اور معمولی سے معمولی ہوتے ہیں۔ مگر وہ دیدیتی ہیں۔ اور اس بات کی پرواہ نہیں کرتیں کہ کوئی کیا کہیگا۔ پھر ہمارا تو کام ہی محض اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ اس لئے ہمیں تو مطلقاً پرواہ نہیں کرنی چاہیئے۔ کہ کوئی ہنسے گا یا بُرا منائیگا۔ اس لئے جو بھی نیک بات یا نیک مشورہ ہو اسے اخبار میں دینا شروع کر دیں تا اپنے حصے کا الفضل کا صفحہ پورا کیا جا سکے۔ جو در حقیقت ایک زنانہ اخبار کی بنیاد ہو گا۔

کمترین زبیدہ۔ سکرٹری لجنہ اماء اللہ لاہور ٭

انجمن احمدیہ گوجرات کا سالانہ جلسہ

انجمن احمدیہ گوجرات کا سالانہ جلسہ ۲۱، ۲۲ ستمبر ۱۹۲۶ء کو ہؤا حسب پروگرام ۲۱ ستمبر کو پانچ بجے شام مولوی عبد الغفور صاحب مولوی فاضل کا لیکچر "اسلام ہی عالمگیر مذہب ہے" پر ہؤا۔ یہ لیکچر نہایت کامیاب ہؤا۔ اور حاضرین نہایت متاثر ہوئے۔ چونکہ لیکچر کے بعد ایک گھنٹہ سوال و جواب کا مقرر تھا۔ اس لئے چیلنج دیا گیا۔ لیکن کسی شخص نے کوئی سوال نہ کیا۔ بعد ازاں جناب حافظ روشن علی صاحب کا لیکچر "توحید باری تعالیٰ" پر ہؤا۔ اس لیکچر کا ایک پُرلطف نظارہ یہ تھا۔ کہ دوست اور دشمن موافق اور غیر موافق سب عالم وجد میں تھے۔ اور ہر ایک کے مُنہ سے بے اختیار نکلتا تھا۔ کہ یہ ایک زبردست لیکچر ہے۔ جناب حافظ صاحب کا طرز ادا بھی عجیب تھا۔ آپ ایک ڈیبن بیان کرتے تھے۔ اور اس ٹیچر کی طرح کہ جو کلاس کو کوئی سوال سمجھاتا ہے۔ نہایت وضاحت سے صاف اور سادی مثالوں سے اس پر روشنی ڈالتے اور سامعین کو ذہن نشین کراتے۔ خاتمہ لیکچر پر تین احباب نے مختلف تین سوالات کئے۔ جن کے جواب تسلی بخش دیئے گئے۔ ۲۲ ستمبر کو ۵ بجے شام مولوی علی محمد صاحب مولوی فاضل کا لیکچر "مسلمانوں کی ترقی کے ذرائع" پر ہؤا۔ مولوی صاحب نے اس امر پر زیادہ زور دیا۔ کہ جس طرح اہل ہنود باوجود اس کے کہ مسلمان پاکیزہ ہیں۔ پھر بھی انہیں اپنے برتن تک کو ہاتھ نہیں لگانے دیتے۔ اور ان سے سخت نفرت کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ کسی مسلمان دوکاندار سے سودا وغیرہ خریدنا بھی سخت معیوب خیال کرتے ہیں۔ اسی طرح مسلمانوں کو بھی چاہیئے۔ کہ اس پر عمل پیرا ہوں۔ لیکچر کے خاتمہ پر ایک ہندو صاحب نے سوال کیا۔ اور اس کا جواب اُسے دیا گیا۔

شام کو ساڑھے آٹھ بجے جناب حافظ روشن علی صاحب کا لیکچر "حضرت مرزا غلام احمد صاحب کا دعویٰ معہ دلائل" پر تھا۔ یہ ایک خاص اجلاس تھا۔ اور غیر احمدیوں کی سرتوڑ کوشش تھی۔ کہ کسی طرح یہ لیکچر نہ ہو۔ انہوں نے مولوی محمد حسین کو بلایا ہؤا تھا۔ پانچ بجے کے قریب ہمیں ان کی چٹھی موصول ہوئی۔ کہ ہمیں مساوی وقت دیا جائے۔ ہم نے جواب تحریر کیا۔ کہ ہم پروگرام کے خلاف کارروائی نہیں کر سکتے۔ پروگرام میں ایک گھنٹہ سوال و جواب کے لئے مقرر ہے۔ اس میں آپ سوال و جواب کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد ان کی کوئی چٹھی ہمارے پاس نہ آئی۔ لیکن باوجود اس بات کے خود بخود انہوں نے منادی کرا دی۔ اور ایک تہذیب سوز طریق پر لیکچر گاہ میں آگھسے اور علیحدہ اسٹیج جمالی۔ اور عین اسوقت جبکہ حافظ صاحب لیکچر کے لئے کھڑے ہوئے۔ شور مچانا شروع کر دیا۔ صاحب صدر نے اس خلاف تہذیب فعل کی طرف توجہ بھی دلائی۔ اور کہا کہ بموجب پروگرام شائع شدہ لیکچر کے خاتمہ پر ایک گھنٹہ سوال و جواب کے لئے دیا جا سکتا ہے۔ مگر "تر دو میخ آہنی در سنگ" ان پر مطلق اس کا اثر نہ ہؤا۔ وہ تو پہلے ہی سے بغیر لیکچر سننے کے سوالات لکھ کر لائے ہوئے تھے۔ حالانکہ پروگرام میں یہ نوٹ صریح طور پر درج تھا۔ کہ تقریر پر سوال کرنے والے کے لئے یہ ضروری ہے کہ مضمون سے باہر نہ جائے۔ اور پہلے مقرر کے پیش کردہ دلائل کی تردید کرے۔ غرض بصد مشکل جناب حافظ صاحب کا لیکچر شروع ہؤا چونکہ جناب حافظ صاحب کا لیکچر نہایت برجستہ اور مؤثر تھا اس لئے مخالفین جھنجلاتے تھے۔ اور شور و غوغا بلند کرتے تھے۔ کہ بدمزگی پیدا ہو۔ لیکن خدا تعالیٰ کے فضل سے حافظ صاحب کا لیکچر نہایت شان و شوکت سے ختم ہؤا۔ خاتمہ لیکچر پر غیر احمدیوں کی طرف سے ایک عجیب سوال پیش ہؤا۔ کہ ایک گھنٹہ صرف سوال کے لئے ہے۔ جواب کے لئے نہیں۔ افسوس! یہ کس قدر نامعقول بات تھی۔ جو فرقہ علماء کے مُنہ سے نکل رہی تھی۔ ایک چھوٹا سا بچہ بھی اسکو سمجھ سکتا ہے۔ کہ صرف سوال کرنے سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ جب تک کہ جواب حاصل نہ ہو۔ صاحب صدر نے انہیں بہتیرا سمجھایا۔ کہ آپ غلطی نہ کریں۔ پروگرام میرے ہاتھ میں ہے اس میں سوال و جواب کے لئے ایک گھنٹہ وقت مقرر ہے لیکن پھر بھی وہ باز نہ آئے۔ اور ہماری چٹھی کا غلط حوالہ دیکر کہنے لگے۔ کہ اس میں صرف یہ درج ہے کہ سوال کے لئے ایک گھنٹہ وقت دیا جائے گا۔ اس وقت انہیں چیلنج دیا گیا۔ کہ ہماری چٹھی کو پڑھا جائے۔ یہ ان کے لئے ایک تلخ پیالہ تھا۔ کیونکہ چٹھی میں صاف طور پر سوال و جواب درج تھا۔ اپنی زبان سے انہیں یہ لفظ پڑھنے پڑے۔ اور باوجود اس صریح دروغگوئی کے پھر شور مچانا شروع کر دیا۔ صاحب صدر نے انہیں پھر ان کی حرکات پر متنبہ کیا۔ اور اپنے حسن انتظام سے دس دس منٹ سوال و جواب کے لئے مقرر کر دیئے۔ اس طرح ایک گھنٹہ سوال و جواب ہوتے رہے۔ مگر افسوس! کہ غیر احمدی مولوی نے فی الواقعہ وہی اعتراض کئے۔ جو گھر سے نوٹ کر کے لائے تھے۔ اور جو دلائل جناب حافظ صاحب نے لیکچر میں دیئے۔ ان کو چھوا تک نہ۔ اس ایک گھنٹہ سوال و جواب میں جو نمونہ غیر احمدی اشخاص نے پیش کیا وہ بھی نہایت قابل افسوس ہے۔ جناب حافظ صاحب قرآن کریم کی آیت پڑھتے۔ اور اس کے مطابق دلائل دیتے تھے۔ اور غیر احمدی شور مچاتے۔ تالیاں بجاتے۔ بے ہودہ اور لغو کلمات زبان سے نکالتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اخلاق اور تہذیب اور شرافت ان کے پاس تک نہیں پھٹکی۔ انہوں نے اس شرط کی بھی صریحاً خلاف ورزی کی۔ کہ کسی کے مذہبی پیشوا کے خلاف ہتک آمیز لفظ استعمال نہ کیا جائے گا۔ کیونکہ خوب دل کھول کر ہمارے آقا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالیاں دیں۔ آپ کو بُرے سے بُرے لفظوں سے یاد کیا۔ جب ایک گھنٹہ وقت گذر گیا۔ تو پھر انہوں نے یہ شور و غل مچا دیا کہ ایک گھنٹہ اور دیا جائے۔ لیکن اس وقت غیر احمدی اپنی کثرت کے فخر سے نہایت تحکمانہ لہجہ میں تھے۔ اور ان کی حرکات سے فساد کی بو آتی تھی۔ آخر انہوں نے اسے عملی جامہ پہنایا۔ اور مولوی علی محمد صاحب مولوی فاضل پر حملہ کر دیا۔ جس کو سب انسپکٹر صاحب پولیس نے اپنے حسن انتظام سے روکا۔ بعد ازاں شور مچانا شروع کر دیا۔ کہ ہمارا اپنا جلسہ یہاں ہو گا۔ چنانچہ اسی وقت انہوں نے جلسہ شروع کر دیا۔ اور ایک صاحب مولوی عبد الرحمٰن امام مسجد اٹھے۔ اور منبر پر کھڑے ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالیاں دینے لگے۔ کیا کسی کی دل آزاری اچھی ہوتی ہے۔ کیا کسی کے مذہبی پیشوا کو گالیاں دینا مستحسن فعل ہے۔

اخیر میں ہم جناب خان صاحب ڈاکٹر محمد حیات خان صاحب اور جناب خان محمد افضل خان صاحب تحصیلدار اور جناب شیخ عظمت اللہ صاحب آنریری مجسٹریٹ و سول جج کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے اپنے قیمتی وقت ہمارے جلسہ میں صدارت پر دیئے۔ اور انصاف پروری کا نمونہ نہایت استقلال سے دکھلایا۔ ہم جناب سب انسپکٹر صاحب پولیس کے بھی ممنون ہیں۔ اور ان کے حسن انتظام کی بھی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ انھوں نے بڑی کوشش سے ہر ایک کو فساد سے مانع رکھا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے۔

خاکسار:- عبد العزیز سکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ گوجرات

کمال ڈیرہ میں تبلیغ احمدیت

مباحثہ کمال ڈیرہ میں دو اشخاص نے احمدیت کو قبول کیا۔ دوم تمام غیر احمدیوں نے متاثر ہو کر مجھے وعظ کرنے کو کہا۔ سوم وعظ میں نے تعزیہ داری کی مخالفت میں کیا۔ اور بتلایا۔ دسویں محرم کا دن خوشی کا ہے نہ غمی کا۔ اور کتب شیعہ سے بتلایا کہ قاتل حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ شیعان علی رضی اللہ عنہ تھے۔ چنانچہ جب محرم شریف آیا تو کمال ڈیرہ کے وڈیرہ صاحب نے تعزیہ نکالنا اور گریہ زاری و ماتم کرنا حکماً بند کرا دیا۔ اور جہاں کتنے ہی تعزیہ نکلا کرتے تھے۔ وہاں صرف ایک ہی تعزیہ نکالنے کی اجازت دی۔ اور وہ بھی صرف اسی سال کے لئے۔ غرض اس مباحثہ کا لوگوں پر اچھا اثر ہؤا۔ خاکسار بقاپوری امیر تبلیغ

انجمن احمدیہ جموں کا سالانہ جلسہ

انجمن احمدیہ جموں کا سالانہ جلسہ ۱۸-۱۹-۲۰ ستمبر ۱۹۲۶ء کو شہر جموں میں منعقد ہوا۔ بذریعہ اشتہارات و منادی اعلان کیا گیا۔ اور حسب پروگرام مولوی عبد الغفور صاحب مولوی فاضل قادیان نے وضائل و محاسن اسلام، اور نجات، پر علی الترتیب لیکچر دیئے اور اسلامی نجات کو نہایت دلکش اور مؤثر پیرایہ میں پبلک کے سامنے پیش کیا۔ مولوی علی محمد صاحب اجمیری مولوی فاضل نے آنحضرت صلعم کے ہادیٔ کامل ہونے پر اور مولوی قمر الدین صاحب مولوی فاضل نے، قرآن کریم کے کامل الہامی کتاب، ہونے پر فاضلانہ لیکچر دیئے۔ مولوی عبد الکریم صاحب مولوی فاضل نے وفات مسیح ناصری پر عالمانہ تقریر کی جس کا بفضل خدا پبلک پر بہت اثر ہوا۔ سامعین کی بہت بڑی تعداد میں جمع تھے۔ اور جن کے سامنے موجودہ رنگ میں پہلی ہی دفعہ اس مسئلہ کی اہمیت بیان کی گئی۔ نہایت توجہ اور سکون سے سنتے رہے۔ اپنے دوسرے لیکچر میں فاضل لیکچرار نے سلسلہ احمدیہ کی خدمات اسلام پیش کیں۔ اور بتایا کہ تبلیغ اسلام اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا فخر صرف جماعت احمدیہ ہی کو حاصل ہے۔ علامہ حافظ روشن علی صاحب کی تقریر عالمگیر مذہب پر تھی۔ جس نے لوگوں پر ظاہر کر دیا۔ کہ کس طرح کوئی مذہب بغیر دوسروں کے جذبات کو ٹھیس لگائے اپنی خوبیوں کو پیش کر سکتا ہے۔ حافظ صاحب موصوف کی قوت بیانیہ اور علم و فضل کا جموں کی پبلک کو کئی بار تجربہ ہو چکا ہے۔ کہ لیکچر نے تو بیت عامہ حاصل کی۔ حتیٰ کہ صدر جلسہ نے جو ایک لائق غیر احمدی ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی ہیں ریمارک کیا۔ کہ جموں میں آج تک کسی سٹیج پر کوئی ایسا قابل قدر لیکچر پیش نہیں ہوا۔ حافظ صاحب کے دوسرے لیکچر صداقت مسیح موعودؑ میں امراء شہر بالخصوص حاضر تھے اور آپ نے نہایت احسن طریق سے حضرت میرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام کی ذات اقدس سے وابستگی پیدا کرنے کی دعوت دی جس سے پبلک نہایت محظوظ ہوئی۔ اور ہم خدا تعالےٰ کے فضل سے امید رکھتے ہیں۔ کہ وہ جلد اس کے نیک نتائج پیدا کرے گا۔ اللھم آمین۔ نیز ہم اس ذات کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ کہ جس نے ہمیں نہایت کامیابی سے دعوت حق دینے اور تبلیغ حق پہنچانے کا موقعہ دیا۔ ہاں ہم اس موقع پر کارکنان انجمن اسلامیہ جموں بالخصوص جناب شیخ عبد العزیز صاحب ایڈووکیٹ ہائی کورٹ، اور جناب شیخ کریم اللہ صاحب پنشنر اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کے ممنون احسان ہیں۔ کہ جنہوں نے نہ صرف کرسی صدارت کو زینت بخشی۔ بلکہ سامان و مقام جلسہ بھی ہم پہنچایا۔ دستخط فیض احمد جنرل سیکرٹری انجمن احمدیہ جموں

بھکر میں تبلیغ احمدیت

۱۰ اگست کی صبح کو خاکسار اور مولوی نعمت اللہ خان گوہر بی۔ اے بھکر پہنچے۔ اور نواب حافظ سیف اللہ خاں صاحب کے مکان پر قیام کیا۔ نواب صاحب حافظ قرآن اور عالم ہونے کے ماسوا ایک مقتدر لیڈر مانے جاتے ہیں۔ اور گورنمنٹ انگلشیہ کی طرف سے دربار کابل میں کئی سال تک سفیر بھی رہ چکے ہیں۔ اسی شام زیر صدارت جناب نواب صاحب موصوف ایک تبلیغی جلسہ کیا گیا۔ مولوی صاحب نے علاوہ دلائل وفات مسیح کے جو قرآن اور حدیث سے دی گئیں جا سورہ جمعہ کی ابتدائی آیات پڑھ کر ان کی مختصر سی تفسیر بیان کی۔ حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود کے ظہور کا ذکر فرمایا۔ سنیوں کے علاوہ شیعہ حضرات بھی موجود تھے۔ لیکچر نہایت مؤثر ثابت ہوا۔ خاتمہ پر جناب نواب صاحب نے مبارک باد دی۔ اور فرمایا کہ میں نے کئی باتیں آج سنی ہیں۔ دوسرے دن نماز جمعہ کے بعد ان کی مسجد کے امام مولوی عبد اللہ صاحب نے وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ سے ثابت کرنا چاہا۔ کہ حضرت عیسےٰ آسمان پر چلے گئے ہیں۔ مولوی گوہر صاحب نے سورہ مائدہ کا آخری حصہ سے ثابت کیا۔ کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام آسمان پر گئے ہیں۔ اور نہ وہ دوبارہ تشریف لائیں گے۔ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ کی آیت صاف کہہ رہی ہے۔ کہ وہ وفات پا گئے۔ اور آیت بَلْ رَفَعَهُ اللهُ إِلَيْهِ سے صرف عیسائیوں اور یہودیوں کی تردید ہے۔ کیونکہ دونوں قوموں کا عقیدہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی روح وفات کے بعد نعوذ باللہ دوزخ میں گئی۔ ۶۰۰ برس کے بعد قرآن شریف نے فیصلہ دیا۔ کہ وہ لعنتی موت (نعوذ باللہ من ذالک) نہیں مرے۔ بلکہ خدا نے ان کو فائز المرام کر کے اپنے پاس بلا لیا۔ اور جنت میں ان کو جگہ دی۔

غرض لوگوں میں خوب تبلیغ ہوگئی۔ اور سری نگری تبرکا بھی تمام شہر میں چرچا ہو گیا۔ یہ پہلی دفعہ ہے۔ کہ اس علاقے میں ایک احمدی نے آکر کلمہ حق سنایا۔

(نابعدار غلام حسن احمدی از ڈیرہ اسماعیل خاں)

رائفل فیکٹری اِیشاپور میں میکنیکل انجینری کیلئے پنجابی امیدواروں کی ضرورت

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

رائفل فیکٹری ایشاپور میں میکنیکل انجینری کے لئے ہندوستانی امیدواروں کے واسطے دس آسامیاں خالی ہیں۔ اگر موزون امیدوار دستیاب ہوئے۔ تو صوبجات مدراس بمبئی صوبجات متحدہ پنجاب اور صوبجات متوسط کے لئے دو آسامیاں فی صوبہ محفوظ رکھی جائیں گی۔ امیدواروں کا نصاب کم از کم پانچ سال تک ہوگا۔ جس کی خاص حالات میں چھ سال تک توسیع کی جا سکتی ہے۔ متذکرۃ الصدر آسامیوں کے متعلق مندرجہ ذیل قواعد و شرائط ملحوظ رکھی جائیں گی۔

(الف) جن امیدواروں کے پاس۔ آئی۔ ایس۔ سی۔ کا ڈپلومہ ہو۔ ان کی عمر زیادہ سے زیادہ ۱۹ سال کی ہو۔

(ب) جن امیدواروں کے پاس بی۔ ایس۔ سی۔ کا ڈپلومہ ہو۔ ان کی عمر زیادہ سے زیادہ ۲۱ سال کی ہو۔

(ج) ان امیدواروں کو ترجیح دی جائے گی۔ جن کی عمر یکم جنوری ۱۹۲۷ء کو ۱۸ سال سے زیادہ نہ ہوگی۔

(د) امیدواروں کو چاہیئے۔ کہ وہ صاحب سپرنٹنڈنٹ رائفل فیکٹری۔ ایشاپور۔ ایسٹرن بنگال ریلوے کی خدمت میں براہ راست درخواست بھیجکر۔ نمونہ درخواست۔ امتحان کا نصاب تعلیم کے مفصل قواعد اور پراسپکٹس منگا لیں۔ ان کے لئے آٹھ آنہ قیمت وصول کی جاتی ہے۔ لہذا ضروری ہے۔ کہ یہ رقم اور ایک لفافہ جس پر امیدوار کا پتہ درج ہو۔ اور ڈاک کا ٹکٹ چسپاں ہو۔ درخواست کے ہمراہ روانہ کیا جائے۔

(ہ) نمونہ کی درخواست پُر کی جائے۔ اور یہ درخواست اور امتحان کی فیس مبلغ ۵ روپیہ سپرنٹنڈنٹ رائفل فیکٹری کے پاس یکم نومبر ۱۹۲۶ء سوموار سے پہلے پہنچ جانے چاہئیں۔ یہ ضروری ہے۔ کہ مکمل درخواست اور امتحان کی فیس مبلغ ۵ روپے مقامی سول حاکم کی وساطت سے ارسال کئے جائیں۔ اور حاکم مذکور امیدوار کی موزونیت کے بارے میں اپنی تصدیق کرے۔

(و) امتحان موزون مقامات پر ماہ دسمبر کی پہلی اور دوسری تاریخ بروز بدھ اور جمعرات منعقد کیا جائے گا۔

(ز) امیدواروں کا تعلیمی کورس مورخہ ۳ر جنوری ۱۹۲۷ء بروز سوموار شروع ہوگا۔ منتخب امیدواروں کو لازم ہے۔ کہ وہ ر،

(ح) ایمپلائمنٹ بینجر رائفل فیکٹری کو یکم جنوری بروز سینچر تین از دوپہر اپنی آمد کی رپورٹ کریں۔

(ط) داخلہ کے امتحان کے لئے آرڈیننس ڈیپارٹمنٹ مندرجہ ذیل مقامات پر انتظام کر سکتا ہے۔ اروونکاڈو۔ مدراس۔ بمبئی ۴۴ رڑکی۔ الہ آباد۔ کان پور۔ آگرہ۔ دہلی۔ فیروزپور۔ راولپنڈی۔ جبل پور۔ نوٹ:- امیدواروں کو چاہیئے۔ کہ اپنی درخواست میں ظاہر کر دیں۔ کہ وہ مندرجہ بالا مقامات میں سے کس مقام پر امتحان دینا چاہتے ہیں۔

اشتہارات کی صحت کے ذمہ دار خود مشتہر ہیں نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

ممالک غیر کی خبریں

مدراس ۲۶ ستمبر۔ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ مسٹر ایف ڈبلیو پیتھک لارنس رکن (برطانی) پارلیمنٹ اپنی زوجہ کے ہمراہ نومبر اور دسمبر میں ہندوستان کی سیاحت کریں گے بمبئی سے کلکتہ اور وہاں سے مدراس جائیں گے۔ مسٹر پیتھک حزب العمال کے سرکردہ رکن ہیں۔ اور ان کی زوجہ انگلستان میں عورتوں کے حق رائے دہندگی کی تحریک میں نمایاں حصہ لے چکی ہیں۔

لنڈن ۲۳ ستمبر۔ معلومات عامہ کی نئی کتاب میں دنیا بھر کی ہوائی طاقت میں لکھا ہے۔ کہ سنہ ۱۹۲۵ء کے وسط میں سوویٹ حکومت کے عسکر پرواز میں ۶۲۵ دیکھ بھال کرنے والے۔ ۲۹۶ جنگی اور ۲۶ بمب پھینکنے والے ہوائی جہاز تھے۔ مراکز ہوائی قائم کرنے کے لئے بہت کوشش کی گئی۔ جن میں تیس مرکز جمہور کی مختلف انجمنوں نے اور ۹ فوجی حکام نے بنوا دیئے۔ یہ سب مراکز پورے ساز و سامان رکھتے ہیں۔

سنہ ۱۹۲۶ء میں سوویٹ حکومت نے فی الواقع ایک جنگی عسکر پرواز بنا لیا۔ ان میں سے ۶۰ شینیں بالٹک میں رکھی گئیں سو بحیرۂ اسود میں اور باقی ہوائی رستے بحیرہ خزر اور بحر الکاہل کی مداخلت کے لئے مقرر کئے گئے۔ سنہ ۱۹۲۵ء کے پروگرام میں ۳۰۰ نئے ہوائی جہاز بنانے کی گنجائش رکھی گئی تھی۔

عربی جریدۃ البلاغ راوی ہے۔ کہ پیرس سے جو اطلاعات آئی ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ صلح کی گفت و شنید اس سوال پر منقطع ہو گئی۔ کہ شام کا تخت کس کو دیا جائے۔ شامی قوم کے نمائندے اپنے وطن کے لئے جمہوری حکومت کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اور امیر فیصل کا مطالبہ یہ ہے۔ کہ وہاں بادشاہ ہو۔ اور بادشاہت کے منصب پر ان کے بھائی امیر علی کو فائز کیا جائے۔ جو ابھی حجاز کے تخت سے محروم ہو چکے ہیں۔ حکومت فرانس نے ابھی کوئی قطعی رائے قائم نہیں کی۔ ادستقراطی جماعت کی رائے ہے۔ کہ شام میں کوئی ایسا نظام حکومت قائم ہو۔ جس سے فرانس کا عملی اقتدار بدستور قائم رہے۔ جمہوری ڈیمقراطی جماعت کی رائے ہے۔ کہ انتداب کی شرائط کے مطابق شامیوں کو ایک حد تک آزادی دیدی جائے۔ اور جس طرح انگلستان نے عراق کو نیم خود مختار کر دیا ہے۔ اسی طرح شام کو قطعاً آزاد کر دیا جائے۔ اس اختلاف نے گفتگو صلح کا سلسلہ منقطع کر دیا ہے۔

طہران ۲۴ ستمبر۔ گذشتہ ہفتہ کے دوران میں متعدد فوجی اور سول افسران اس الزام میں گرفتار ہوئے ہیں۔ کہ وہ گمنام رسالے شائع کرتے ہیں۔ ابھی تک صحیح الزام کا پتہ نہیں چلا ہے۔

شنگھائی ۲۵ ستمبر۔ شنگھائی ٹائمز کو معلوم ہوا ہے کہ جنوبی چین کی افواج نے دو برطانی مشنری لیڈیوں کے ساتھ سخت بدسلوکی کی۔ ایک لیڈی کی انگشتری اتار لی۔ اور دوسری کی رسٹ واچ چھین لی۔ ان کے گھر سے اور اشیا بھی لوٹ لی گئیں۔

عبد القادر سابق گورنر انگورہ کو پولیس کی نظروں سے بچانے کے لئے ٹرنک میں بند کر کے دوسری جگہ بھیجا جا رہا تھا۔ ٹرنک پکڑا گیا۔ اور عبد القادر کو پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔ یہ سترھواں سیاست دان ہے۔ جس کو پھانسی دی گئی ہے۔

نیروبی ۲۴ ستمبر۔ اپنی جلاوطنی کی حالت کی قیام گاہ جزائر ری یونین کو جاتے ہوئے غازی عبد الکریم کلنڈیاتو سے گذرے انہیں گفتگو کرنے کی اجازت نہ تھی۔

قضیہ ورقد کے بارہ میں جو کمیشن مقرر کیا گیا تھا۔ اس نے اپنی کارروائی ختم کر دی۔ اور جزیرہ ورقد کو دولت افغانستان کی ملکیت قرار دیا۔ چنانچہ دولتین روسیہ و افغانستان میں جو کشیدگی اور بدمزگی اس معاملہ سے پیدا ہو گئی تھی۔ وہ دوستانہ طریقہ سے رفع ہو گئی۔

بغداد ۱۹ ستمبر۔ دپانیر کا مکتوب خصوصی، تاج و تخت ایران کا دعویدار سالار الدولہ اور اس کا سب سے بڑا معاون و حلیف قبائل اورمان کا سردار جعفر سلطان اپنی ذریت کو لیکر اپنے دشوار گذار پہاڑوں میں جا چھپے ہیں۔

پیرس ۲۲ ستمبر۔ مولائے حفیظ سابق سلطان مراقش کو جب سنہ ۱۹۱۲ء میں تخت سے معزول کر دیا گیا تھا۔ دس ہزار فرانک ماہوار کا وظیفہ اور ۲۵۰۰ فرانک بزمن کرایہ مکانات عطا کیا گیا ہے۔

لنڈن ۲۵ ستمبر۔ الملین کا بعیم کا مع الخیر والیمی) وطن پر ان کے استقبال کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ اڈ ڈر بیزلیگ ان کے اعزاز میں ایک لنچ کا انتظام کر رہی ہے۔

شنگھائی ۲۰ ستمبر۔ ایک امریکن اخبار رقمطراز ہے۔ کہ ہنین کے صوبہ کے شہر کیچی جن کو بدمعاش لٹیروں نے لوٹ لیا ہے۔ ہزارہا بے گھر بے در اشخاص کا بیدردانہ قتل عام کر دیا ہے۔ شہر کو آگ لگا کر سینکڑوں بدمعاشوں کو قید کر کے لے گئے ہیں۔ ان بدنصیب قیدیوں میں مشن کی دو خواتین مس ای پوپن اور ای ۔ جے ڈینیز بھی ہیں مشن گھر جلا کر راکھ کا تودہ کیا گیا ہے

"اتحاد مشرقی" رقمطراز ہے۔ کہ ع ۔ ج ۔ س ۔ ل محمد نادر خاں سفیر مختار دولت علیہ افغانستان مقیم پیرس (سابق وزیر جنگ) نے ضعف جگر کے مرض کی شدت کے باعث حضرات ملکی سے ایک سال کی رخصت لی ہے۔ آپ رخصت کے ایام سوئٹزرلینڈ کی صحت بخش آب و ہوا میں بسر کریں گے اور اپنا علاج کرائیں گے۔

جریدہ "ملت" لکھتا ہے کہ مصطفیٰ کمال پاشا کی تصویر مکمل ہو گئی ہے۔ اور عنقریب جبکہ غازی پاشا انقرہ کا دورہ کرینگے پردہ کشائی کی رسم ادا کی جائے گی۔

اخبار مذکور نے مجسمہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ یہ مجسمہ یورپ کے بہترین مجسمہ کا مقابلہ کرتا ہے۔ اور ترکی سیاست اور قوت ارادہ کا بھی اظہار ہوتا ہے۔ مجسمہ میں غازی پاشا کھڑے ہوئے اپنے دونوں ہاتھوں سے اشارہ کر رہے ہیں۔

ٹوکیو ۲۳ ستمبر۔ تھمونسکی کو جاتی ہوئی ایک ایکسپریس ٹرین بارش کی وجہ سے ایک بند ٹوٹ جانے پر پٹڑی سے اتر گئی۔ جس سے ۲۶ آدمی ہلاک اور ۳۱ سخت زخمی ہوئے۔ ان میں غیر ملکی کوئی نہیں۔

شاہ رضا خاں پہلوی کے خلاف ایک سازش کا انکشاف ہوا۔ جس کے سلسلے میں متعدد گرفتاریاں ہوتی ہیں۔ گرفتار شدہ اشخاص میں بعض اہم اشخاص اور اعلےٰ حکام بھی شامل ہیں۔ اخبارات خاموش ہیں۔

ہندوستان کی خبریں

لکھنؤ ۲۵ ستمبر۔ آج سرکردہ مسلمانان ہند کی کانفرنس شروع ہوئی۔ تاکہ مسئلہ حجاز پر غور و خوض کیا جائے۔ مسٹر بڈھوہ والا منصف بمبئی صدر بنائے گئے۔ راجہ صاحب جہانگیر آباد نے ہندوستان کے مختلف حصص کے مندوبین کا خیر مقدم کرتے ہوئے نجدیوں کی بے عنوانیوں اور "مقابر کی بے حرمتیوں کی تفصیل بیان کی۔ اور اس امر پر زور دیا۔ کہ متحدہ کارروائی ضروری ہے۔ تجاویز جو اس میں منظور ہوئیں۔ ان کے عنوان حسب ذیل ہیں (۱) انہدام مآثر و مظالم پر رنج و غصہ (۲) اخراج حکومت نجدیہ (۳) حجاز میں طریق حکومت (۴) حجازیوں سے ضبطی اسلحہ کے خلاف ناراضگی (۵) نجدی حکومت کے ماتحت ولایتی دخانی سفر میں مدد دینے سے انکار (۶) التوائے حج کی ضرورت (۷) اسلامی مجالس بالخصوص خدام الحرمین سے استدعائے تعمیل (۸) جزیرۃ العرب میں غیر مسلم مداخلت گوارا نہیں۔ (۹) اسلامی مرکزوں کو وفود (۱۰) تعزیت و اعتراف خدمات مولانا عبد الباری صاحب مرحوم (۱۱) شکریہ سیدنا ملا طاہر سیف الدین صاحب (۱۲) ترک لذات (۱۳) شکریہ حضور نظام (۱۴) شکریہ صدر و اراکین و کارکنان۔

ڈھاکہ یونیورسٹی کورٹ کا سالانہ جلسہ ۲۴ و ۲۵ ستمبر کو منعقد ہوا۔ جس میں قرار پایا کہ ہز ایکسیلینسی رائٹ آنریبل الگزینڈر جارج رابرٹ بلٹن گورنر بنگال کو ڈاکٹر آف لٹریچر کی آنریری ڈگری دیجائے۔ اس جلسہ میں سر عبد الرحیم بھی شریک تھے۔

(منشی عبد الرحمٰن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)